مسلمس فار سیکولر ڈیموکریسی کا پہلا مطالبہ یکساں سول کوڈ!

UT (3) 8-11-03

سید علی

مبینہ طور پر ممبئی سے خبر آئی تھی کہ 'جدید اسلام' کے ماننے والے چند دانشوروں نے ایک انقلابی تنظیم قائم کی ہے جس کا نام 'مسلمس فار سیکولر ڈیموکریسی' رکھا ہے۔ یہ تنظیم عام مسلمانوں کو انتہا پسندی کی روش سے باز رکھے گی اور ملاؤں کے فتوؤں کے بجائے اپنے فتوؤں کی پابند بنائے گی۔ اپنی ہندوستانی شناخت بنانے کے لئے تنظیم نے طے کیا ہے کہ ملک کے مختلف شہروں میں اپنی شاخیں قائم کرے گی۔ تنظیم نے پیدا ہوتے ہی سب سے مقدس کام یہ کیا کہ واجپئی جی اور اڈوانی جی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ایک بھاجپائی تجویز بھیج کر مطالبہ کیا ہے کہ حکومت بلا تاخیر اب یکساں سول کوڈ کا مسودہ قانون پیش کردے۔ تنظیم کو سب سے زیادہ تشویش مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی انتہائی پسندی سے ہے اس لئے اس کی ولادت باسعادت کا اصل مقصد مسلمانوں کو انتہا پسندی یعنی دین پسندی اور اسلام سے عملی وابستگی سے روکنا ہے۔ اس کا نسخہ کیمیا یہ ہے کہ سب سے پہلے مسلمانوں کے عائلی اسلامی قانون پر ضرب لگائی جائے اور مشترکہ سول کوڈ نافذ کر دیا جائے! تنظیم میں جاوید اختر، کمال حسن، جاوید آنند، عسکری زیدی، کاظمی، علی اصغر انجینئر وغیرہ جیسے باکمال داعیان جدید اسلام شامل ہیں۔

مسلمس فار سیکولر ڈیموکریسی کے کرتا دھرتاؤں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کی مذہبی و دینی شناخت مسلمانوں پر مسلم ہو یا یہ کہ کبھی انہوں نے مسلمانوں کی تعلیمی، معاشی، سماجی ترقی کے لئے نمایاں رول ادا کیا ہو۔ مسلمانوں کی شناخت مٹانے اور ان کو مخصوص ثقافتی قومیت کے دھارے میں بہانے کی جو فسطائی کوششیں ہو رہی ہیں ان کے دفاع کے لئے ان کو کبھی تنظیم بنانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ مسلمانوں کے خلاف چھڑی ہوئی مہم میں اب ان کو مزید ایندھن فراہم کرنے کی فکر لاحق ہو رہی ہے۔ یہ مسلمانوں کی انتہا پسندی کے خلاف جہاد کریں گے اور مشترکہ عائلی قانون نافذ کرانے کی جدوجہد کریں گے۔ یہ لوگ صرف سیکولر ہیں اور سیکولرزم ہی کو قانون الٰہی پر غالب کرنا چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کے دوست ہوتے اور ان کی فلاح وبہبود اور ترقی وخوشحالی چاہتے تو ان کی تنظیم کی پہلی قرارداد اور پہلا منصوبہ مسلمانوں کے خلاف لگائے جانے والے دہشت گردی کے عمومی الزام اور انتہا پسندی کے بہتان کا دفاع ہوتا۔ مسلمانوں کے ساتھ جو دستوری ناانصافی ہو رہی ہے، حقوق انسانی کی پامالی کی جا رہی ہے اور ان کے خلاف نفرت، اشتعال اور نسل کشی کی جو مہم چلائی جا رہی ہے اس کے مقابلہ کے لئے وہ تحریک چلاتے۔ بجائے اس کے وہ سنگھی نعروں کے ساتھ اٹھے ہیں اور سنگھیوں کی صف میں کھڑے ہو کر انتہا پسندی ختم کرنے، یکساں سول کوڈ قائم کرنے اور ملاؤں کی جگہ خود براجمان ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آخر کیا فرق ہے تنظیم کی قراردادوں میں اور بھاجپائیوں کے مطالبات میں؟ دراصل اب بھی سیکولرزم اور بھاجپائیت کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رہا، مرکز میں NDA کی حکومت اس کا ثبوت ہے۔

وہ انتہا پسندی کا خاتمہ چاہتے ہیں مگر انتہا پسندی سے ان کی کیا مراد ہے وہ واضح نہیں ہے۔ ان سیکولر دانشوروں سے پوچھا جائے کہ آپ کی انتہا پسندی سے مراد دہشت گردی ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ۲۰ کروڑ مسلمان سب دہشت گرد ہیں۔ اس سوال سے قطع نظر کہ کیا ظلم وستم، استحصال اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کرنا اپنے جائز حقوق کے لئے لڑنا اپنے جان ومال کے تحفظ کے لئے دفاعی اقدام کرنا کیا دہشت گردی ہے؟ بفرض محال اگر یہ مان لیا جائے کہ مٹھی بھر مسلمان انتہا پسند بلکہ دہشت گرد ہیں تو اس کا اطلاق سارے مسلمانوں پر اور کمیونٹی پر کیوں ہوگا۔ کہنے کو تنظیم سے وابستہ یہ لوگ دانشور ہیں لیکن عقل سے کورے اور حالات سے بے خبر ہیں۔ انتہا پسندی، بنیاد پرستی، دہشت گردی یہ ساری اصطلاحات بش، بلیئر، شیرون اور اڈوانی کی ایجاد ہیں جو اپنی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا بھیانک چہرہ چھپانے اور اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے منصوبہ اور سازش کے تحت تیار کیا گیا ہے۔ اگر پارلیمنٹ پر حملہ کرنے والے اور اکشردھام مندر پر دھاوا بولنے والے مسلمان دہشت گرد تھے تو وہ 'اسلامی دہشت گرد' کیسے ہو گئے کیا انہوں نے یہ اعلان کر کے حملہ کیا تھا کہ وہ اسلامی جہاد کر رہے ہیں اور اسلامی تعلیمات کی ہدایت کے مطابق کر رہے ہیں؟ اگر وہ اسلامی دہشت گرد ہو سکتے ہیں تو بابری مسجد ڈھانے والے [illegible] گجرات میں مسلمانوں کی نسل کشی کرنے والے درندوں کو ہندو دہشت گرد کیوں نہیں کہا جاتا؟ [illegible] امریکہ اور اسرائیل، افغانستان، عراق اور فلسطین میں ریاستی دہشت گردی کا جو مظاہرہ کر رہے ہیں ان کو عیسائی اور یہودی دہشت گرد کہنے کی ہمت کیوں نہیں ہوتی؟ پیپلز وار گروپ اور [illegible] میں سرگرم تخریب کاروں اور علحدگی پسندوں کے خلاف انتہا پسندی کا دیباچی پروپگنڈہ کیوں نہیں کیا جاتا جیسا کہ مسلمانوں کے خلاف مسلمس فار سیکولر ڈیماکریسی کے سربراہوں کو بتانا ہوگا کہ وہ جس کو انتہا پسندی کہہ رہے ہیں اور جس کے خلاف وہ مہم چھیڑ رہے ہیں وہ ہے کیا چیز؟ اگر اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مسلمان اپنے مذہبی معاملہ میں بڑا پکا ہے، نماز روزہ اور شریعت کے دیگر احکام کا پابند ہے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قرآن اور سنت کو رہنما بناتا ہے، شریعت میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کرنا چاہتا، نکاح طلاق، وارثت، وصیت وغیرہ کے تعلق سے جو قرآن وسنت میں احکامات ہیں ان میں کسی قسم کی تبدیلی کو خلاف شریعت سمجھتا ہے تو اس میں کوئی شک نہیں اس معنی میں مسلمان انتہا پسند ہے اور ان کی اس انتہا پسندی کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا مسلمانوں کا دستوری حق ہے اس کی راہ میں ملکی قانون آڑے نہیں آسکتا۔ مسلمانوں کے لئے کوئی غیر شرعی قانون قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ یہ ممکن ہے کہ بعض مسلمان شرعی قوانین پر پوری طرح عمل نہیں کرتا ہو لیکن وہ کسی حال میں مشترکہ سول کوڈ تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ ضد اور ہٹ دھرمی نہیں حق پسندی، اعتقاد اور اعتماد کی بات ہے۔ یہ سیکولرسٹ مسلمان یہ کیوں نہیں بتاتے کہ وہ اسلامی قانون میں تبدیلی کر کے جو سیکولر قانون نافذ کرنا اور سارے شہریوں پر لاگو کرنا چاہتے ہیں اس کی افادیت کیا ہے اور وہ کس طرح شرعی قانون سے بہتر ہے۔

اتنا ضرور تسلیم کیا جائیگا کہ مسلمس فار ڈیماکریسی کے ہاتھوں میں جن لوگوں کا نام اخباروں میں آیا ہے وہ [illegible] نواز ہیں اور ہندتوا کی فرقہ پرستی کے خلاف جہاد کرنے والے لوگ ہیں۔ وہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کے بھی بڑے وکیل ہیں لیکن ان کے اس اقدام کی پذیرائی نہیں کی جاسکتی کہ وہ مسلمانوں کے عائلی قانون کو ختم کرنے کے درپے ہوں اور اس کی جگہ یکساں سول کوڈ کی وکالت کریں۔ سب سے پہلے خود ان کو چاہئے تھا کہ جس قسم کا یکساں سول کوڈ وہ چاہتے ہیں اس کا ایک خاکہ تیار کرتے پھر اسی ڈرافٹ پر مختلف مذہبی گروپوں سے تبادلہ خیال کرتے اور اتفاق رائے ہونے پر وہ وزیراعظم اور وزیر داخلہ کی خوشنودی حاصل کرتے مگر خود ان کو بھی پتہ نہیں ہے کہ وہ کس چیز کا مطالبہ کر رہے ہیں وہ اصل ہے کیا چیز اور وہ ہندوستان جیسے کثیر المذاہب اور رسوم ورواج والے ملک میں مفید اور قابل تسلیم ہو بھی سکتا ہے کہ نہیں۔ ان دانشوروں کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یکساں سول کوڈ کا مطالبہ سب سے بڑھ کر سنگھ پریوار کر رہا ہے اور یہ بی جے پی کا سرفہرست ایجنڈا ہے لیکن وہ بھی مرکز میں حکومت کرنے کے باوجود اس کے لئے قانون بنانے سے قاصر ہے۔ محض روشن خیال اور دانشور بننے کے لئے ایسی چیز کا مطالبہ کرنا جسے ملک کی کئی مذہبی جماعتیں تسلیم نہیں کر سکتیں صرف ملک میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش ہی کہلائے گی۔

یہ دانشوران سمجھتے ہیں کہ شرعی عائلی قوانین ملاؤں کا تیار کردہ ہے یا ہے تو اسلامی ضابطہ لیکن ملاؤں کی تنگ نظری کسی تبدیلی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ملاؤں کے اختیار سے کسی قسم کی تبدیلی اور ترمیم باہر ہے۔ تنظیم کے نمائندے ملاؤں کے فتوؤں کو بے اثر کرنا چاہتے ہیں تو ان کو پہلے مسلمان بننا پڑے گا۔ خدائی قانون پر ایمان لانا پڑے گا اور ماننا پڑے گا کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی انسانوں کے اختیار سے باہر ہے۔ پھر ان کو اپنی شکل صورت اور اپنے عمل وکردار سے اسلام کا نمائندہ ثابت کرنا ہوگا تب ہی وہ ملاؤں کے فتوؤں کو بے اثر کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔ آدھا تیتر آدھا بٹیر بن کر وہ ملاؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ سنگھیوں اور لامذہبوں کی حمایت تو حاصل کر سکتے ہیں مسلمانوں میں ان کی پذیرائی تو گڑیا اور کریم چھاگلہ اور حمید دلوائی سے بھی بدتر ہوگی۔ (باقی صفحہ ۳ پر)

بقیہ : مسلمس فارسیکولر ڈیماکریسی ۰۰۰

ان مسلم دانشوروں نے دنیا کے سامنے مسلم کمیونٹی کی اصلی تصویر پیش کرنے کا اعلان بھی کیا ہے تو یا مطالبہ کیا ہے تعلیم اسلام کا خوف دنیا پر سامنے آ رہی ہے اور اس کسوٹی پر وہ مسلمانوں کو پرکھ رہا ہیں کی کہ مسلمان کتنے انتہا پسند، شدت پسند اور بنیاد پرست ہیں۔ ان کو چودہ سو برس پرانا اسلام اتنا عزیز ہے کہ ہندوستان جیسے سیکولر ملک (یا ہندو راشٹر) میں اسلام کے اندر کوئی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ملاؤں کی باتیں مانتے ہیں جو رجعت پسند ہیں، عقل سے کورے ہیں، وقت کی آواز سنتے ہیں نہ بدلتے حالات سے سمجھوتہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔ یہ تو لڑ پڑتے ہیں کہ یکساں سول کوڈ کا نام سنتے ہی بھڑک اٹھتے ہیں۔ ان دانشوروں کو علم ہونا چاہئے کہ بلا شبہ مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورت تو ہے لیکن اسلام کی اصلاح کی نہیں۔ مسلمان اسلام سے دور ہو گئے ہیں اس لئے ضرورت اس کی ہے کہ ان کو اسلام کی آغوش میں لایا جائے۔ اسلامی قوانین پر عمل کرنے کے لئے تیار کیا جائے۔ مسلمانوں نے اسلام کی ہدایت اور تعلیم کے منافی جو طریقے اختیار کر رکھے ہیں اس کی اصلاح ضروری ہے مثلاً طلاق کا جو غیر شرعی طریقہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے یا وراثت کے اسلامی قانون پر عمل نہیں کرتے ان کو اسلام کی تعلیم سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش ضرور ہونی چاہئے لیکن اس کا تعلق کسی نئی قانون سازی سے نہیں بلکہ موجودہ شرعی عائلی قانون پر پورے طریقے عمل سے ہے۔ بہتر ہوگا ہمارے یہ دانشور اور علماء مل کر اسلامی قانون کے مطابق عمل کرنے کے لئے مسلمانوں کو ابھاریں اور اس کے لئے مشترکہ تحریک چلائیں۔